كلمة المدير

حکومت اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان آئینی سمجھوتہ

ایک سال کی معرکہ آرائی کے بعد آخر وہ لمحہ آ ہی گیا کہ حکومت اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان (ایل ۔ ایف ۔او) پر آئینی سمجھوتہ ہوگیا۔ اور اتفاق رائے سے 17ویں آئینی ترمیم کو قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا اور دو تہائی اکثریت سے یہ بل منظور ہوگیا۔ شخص واحد کے قلم سے نکلے ہوئے وہ تمام ضابطے آئین کا لبادہ اوڑھ چکے ہیں اور اسی بات پر متحدہ مجلس عمل اصرار کرتی رہی ہے کہ ایل ایف او کو اسمبلی کے ذریعے آئین کا حصہ بنانا چاہئے، ایک سال کی بھرپور مشقت کے بعد یہ قضیہ تمام ہوا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس ترمیم کے پاکستان کی سیاست پر کیا خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اور متحدہ مجلس عمل کی یہ بڑی کامیابی آئندہ کیا لائحہ عمل ترتیب دینے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ چونکہ ایک سال کے عرصہ میں عوام کے بنیادی مسائل میں کسی ایک مسئلہ کو بھی حل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ لہٰذا عوام بھی انتظار میں ہیں کہ اب بنیادی مسائل میں کونسا مسئلہ سرفہرست آتا ہے۔ جس کو حل کر نے کیلئے متحدہ مجلس عمل وہی طرز عمل اختیار کرے گی۔ جو ایل ایف او کیلئے کیا گیا تھا۔ اس وقت عوام جن مسائل سے دوچار ہیں ان میں مہنگائی امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورتحال اور بے روزگاری خاص طور پر شامل ہے۔

مہنگائی کا تو یہ عالم ہے کہ روزمرہ کی ضروری اشیاء کی قیمتوں میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔ پٹرول ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمت ہر پندرہ روز بعد بڑھ رہی ہے۔ جس کے منفی اثرات پوری معیشت پر پڑتے ہیں، حتیٰ کہ ہر گھر کا بجٹ متاثر ہوتا ہے۔ اس کی روک تھام کیلئے متحدہ مجلس عمل کیا سوچ رہی ہے یہ وقت بتائے گا۔ روز مرہ اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ بھی عام لوگوں کیلئے پریشانی کا باعث ہے مثلاً آٹا، گھی، خوردنی تیل کی قیمتوں میں بھی استحکام نہیں ہر ہفتے نئی قیمت مقرر کی جاتی ہے۔ رہا امن وامان کا مسئلہ تو اس کا اندازہ روزانہ اخبارات کے ذریعے لگایا جا سکتا ہے۔ قتل چوریاں، ڈاکے جگا ٹیکس، اغوا برائے تاوان، جنسی تشدد غیرت کے نام پر قتل اور نہ جانے کیسے کیسے جرائم ہوتے ہیں۔ لوگ عدم تحفظ کا شکار ہیں اور پریشان ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ متحدہ مجلس عمل اپنے نئے حلیف یعنی حکومت سے یہ مسائل کیسے حل کراتی ہے لوگوں کو ایل ایف او سے ذرا بھی دلچسپی نہیں تھی یہی باعث ہے کہ جن دنوں مذاکرات جاری تھے تو لوگ نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ کہ یہ وقت برباد کررہے ہیں۔ عام انسان کی زندگی پر اس کے کیا اثرات مرتب ہونگے۔ (یہ الگ بات ہے کہ ایل ایف او کا اسمبلی میں آنا ایم ایم اے کی بڑی کامیابی ہے) عام لوگ تو تب خوش ہوتے ہیں جب ان کی ترجمانی کی جائے اور ان کے مسائل کے حق میں آواز اٹھائی جائے۔

لہٰذا ہم بجا طور پر یہ توقع رکھتے ہیں کہ متحدہ مجلس عمل اب عوامی مسائل کے حل کیلئے میدان میں آئے گی اور عوام کو بھرپور ریلیف دلائے گی۔ ان شاءاللہ

واجپائی کی پاکستان آمد...........

بھارت کے وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی سارک سربراہی کانفرنس میں شرکت کیلئے 4 جنوری کو پاکستان آرہے ہیں وہ چھ جنوری تک اسلام آباد میں رہیں گے۔ سارک تنظیم میں جو ممالک شامل ہیں ان میں بھارت پاکستان، سری لنکا، بنگلہ دیش، نیپال۔ بھوٹان، اور مالدیپ شامل ہیں۔ ان میں آبادی اور رقبہ کے لحاظ سے بھارت کو برتری حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ علاقے میں اپنا تسلط چاہتا ہے۔ اور مختلف ذرائع سے اپنی بڑھوتری ثابت کرنا چاہتا ہے۔ روز اول سے بھارت نے پاکستان کو تسلیم نہ کیا بلکہ اس کوشش میں رہا کہ اس کا وجود ختم کردیا جائے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ اس کے ارادے اور عزائم ناکام ہوگئے۔ اور انہیں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ پاکستان ایک حقیقت ہے اس کا اظہار خود واجپائی نے اپنے سابقہ دورہ لاہور میں مینار پاکستان کے سامنے کھڑے ہوکر کیا تھا۔ اگرچہ اس وقت بعض دینی قوتوں نے ان کی آمد پر بہت شور مچایا اور جلوس نکالے اور بعض تنظیموں کے قائدین نے سخت بیانات دیئے۔ اب جبکہ پہلے سے زیادہ ظالم اور جابر واجپائی دوبارہ پاکستان آرہا ہے اور اس کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگین ہیں وہی دینی قوتیں نہ جانے صرف خاموش نہیں بلکہ اس کے استقبال کی تیاریوں میں عملی

طور پر شریک ہیں۔ اوران تنظیموں کے قائدین کا کوئی ایک بھی مذمتی بیان اخبار کی زینت نہیں بنا۔ بلکہ خاموشی اختیار کی ہوئی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کی آشیر باد سے ہی پہلے چلتے تھے اب انہی کے اشارے پر کورنش بجالاتے ہیں یہی وہ رویہ ہے جس پر اس سے قبل بھی ہم نے تنقید کی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ دینی قائدین کو کسی کا آلہ کار نہیں بننا چاہئے اور نہ ہی کسی کے اشارے پر معاملات کو ہاتھ میں لینا چاہئے۔ بلکہ پوری فہم وفراست کے ساتھ حالات کا جائزہ لینا چاہئے اور اس کے مطابق فیصلہ کرنا چاہئے۔ ہمارا موقف پہلے بھی یہ رہا ہے کہ وہ معاملات جو گفتگو سے حل ہو سکتے ہیں ان کیلئے قیمتی جانوں کا ضیاع کیوں کیا جائے۔ پندرہ سال کی لاحاصل جدوجہد کے بعد آخر وہی راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ کہ گفتگو کے ذریعے مسائل حل کئے جائیں۔ اس لئے ہماری قائدین سے التماس ہے کہ وہ جو بھی فیصلہ کریں وہ دور رس نتائج کا حامل ہونا چاہئے اور ان کے فیصلوں سے عوام کو بھی اندازہ ہو کہ واقعی قائدین جہاندیدہ ہیں؛ اور پاکستان کے مفاد میں فیصلے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

صدام حسین کی گرفتاری.............مقام عبرت

دنیا میں بڑے بڑے سلاطین اور بادشاہ محض اقتدار کی خاطر اپنی عوام پر ظلم کے پہاڑ توڑتے رہے ہیں۔ ان کا اقتدار کتنا طویل ہی کیوں نہ رہا ہو انجام کار وہ عبرت کا سامان بنے۔ آج بھی لوگ ان کا تذکرہ عبرت کے طور پر کرتے ہیں تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے دور جانے کی ضرورت نہیں عصر حاضر میں بھی ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جس کے ہم خود شاہد ہیں اور نہایت ہی عبرت انگیز ہیں۔

ان میں رضاہ شاہ پہلوی ایران کے مطلق العنان بادشاہ تھے جس کے انجام سے کون واقف نہیں؟ ایک طویل عرصہ اقتدار میں رہے۔ سیاہ وسفید کے مالک رہے۔ امریکہ سمیت تمام یورپی ممالک کے ساتھ نہایت قریبی تعلقات قائم تھے لیکن ایرانی عوام کے محبوب نہ بن سکے۔ عوامی غیض وغضب کا شکار ہوئے۔ ملک سے فرار ہوئے تو پوری دنیا میں کہیں جائے پناہ نہ مل سکی، حتیٰ کہ انتہائی کسمپرسی میں انکا انتقال مصر میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

اب حال ہی میں عراق کے صدر صدام حسین اپنے منطقی انجام کو پہنچے ہیں بیس بائیس سال اقتدار کے مزے لوٹے۔ ظلم وستم کی نت نئی داستانیں رقم کروانے والا یہ ستم گر اپنے انجام بد سے دوچار ہو چکا ہے۔ اس کا آخری سین نہایت ذلت آمیز ہے۔ اس کی گرفتاری جس طریقے سے ہوئی اگر چہ اس پر بہت سی قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں لیکن دو رائے واضح ہیں، ایک طبقہ کے نزدیک یہ محض ایک ڈرامہ ہے روز اول سے یہ امریکی تحویل میں تھا اور انہوں نے اسے عبرت کا نشان بنانے کیلئے خفیہ مقام پر رکھا۔ اس کی داڑھی بڑھائی گئی۔ اور نام نہاد ہیرو کو توہین آمیز طریقے سے گرفتار ہوتے دیکھایا گیا تا کہ امریکی عوام میں صدر بش کی پذیرائی ہو۔

دوسرے طبقے کے نزدیک سقوط بغداد کے وقت صدام نے اپنے آبائی علاقے تکریت میں خفیہ مقام پر پناہ لی تھی لیکن بعض قریبی لوگوں کی نشاندہی پر اس کی گرفتاری عمل میں آئی اور محض زندگی بچانے کیلئے داڑھی رکھ لی۔ حالانکہ ایک زمانہ جانتا ہے کہ اس کے ہاں ڈاڑھی رکھنا جرم تھا۔ اور اسلامی شعار کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ دہشت کی علامت صدام آٹھ فٹ کے گڑھے میں چوہے کی طرح چھپ کر باقی زندگی کے دن پورے کر رہا تھا آخر کار امریکیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ جنہوں نے ذلت آمیز سلوک کیا۔ اور عالمی میڈیا پر اس کی دونوں صورتیں دکھادیں۔ گھنی داڑھی، بکھرے بال پریشان حال رحم اور التجا بھری نظروں سے سب کو دیکھتا ہے۔ دوسرے ہی لمحہ اس کی ڈاڑھی مونڈ دی جاتی ہے۔ اور سر کے بال سنوار دیئے جاتے ہیں مقام عبرت ہے کہ بیس سالہ اقتدار نے صدام کو ذلت ورسوائی اور بے چارگی کے علاوہ کیا دیا۔

ایک بات طے شدہ ہے کہ مالک الملک اللہ تعالیٰ ہے وہی ذلت اور عزت بخشتا ہے اور دنیا کی بادشاہی اس کے قبضے میں ہے۔ جسے چاہتا ہے اقتدار سے نوازتا ہے اور جسے چاہے تخت سے قعر مذلت میں پھینک دیتا ہے۔ صدام کو بھی اقتدار میں رہنے کا ایک لمبا عرصہ ملا۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اس عطا کو امانت سمجھتا اور اس کے حقوق ادا کرتا۔ عوامی خدمت کرتا تو آج یہ رسوائی اس کا مقدر نہ بنتی۔ لیکن اقتدار کے نشے میں تکبر، ونخوت وغرور کرتا رہا۔ اور عراقی عوام کے ساتھ نہایت تحقیر آمیز سلوک کرتا رہا۔ لہٰذا خزی فی الدنیا کا مستحق ٹھہرا۔ لہٰذا اقتدار وہ محلات دولت سطوت فوج اور پالتو گماشتے اس کے کام نہ آسکے۔ اور اب حسرت ویاس کی تصویر بنا کسی کال کوٹھڑی میں زندگی کے دن گن رہا ہے۔ اور یقیناً دن رات موت کی دعا بھی مانگتا ہوگا۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**

صدام کے قبیل کے کچھ حکمران آج بھی اسی ڈگر پر چل رہے ہیں۔ اور بدمست ہاتھی کی طرح سب کچھ روندتے چلے جا رہے ہیں۔ ہے کوئی جو صدام کے انجام سے سبق حاصل کرے۔ اور برے انجام اور ذلت آمیز سلوک سے بچ سکے۔

ہم بجا طور پر امید کرتے ہیں کہ تمام اسلامی ممالک کے حکمران کھلے دل سے صدام کے حالات کا تجزیہ کریں گے اور ان وجوہات سے بچنے کی پوری کوشش کریں گے جس وجہ سے اس کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا۔ اسلامی اور عوامی خدمت کے ذریعے ایک اچھا مقام حاصل کریں گے اور ایک عادل حکمران کی صف میں شامل ہونگے۔